دینی مدارس میں نصاب افتاء: ایک تحقیقی جائزہ

The prescribed series (syllabus) of Ifta in Deeni Madaris: A research overview

نجم الحسن[i] ثناءاللہ[ii]

Abstract

The aim of notifying a Fatwa is to familiarize the public with the rulings of Sharia .In Deeni Madaris Darul ifta have been functional where the common people find answers to their religious problems free of cost.Issuing a fatwa is very sensitive task which requires a deep knowledge of sharia and a great sense of responsibility.Like other sciences Ifta has also a certain series of books(syllabus)which is taught in Madaris.That prescribed course has been introduced in this article.

نظام افتاء کا بنیادی مقصد احکام شرعیہ کا علم، دین کی تمام شعبوں کی واقفیت ہے۔ دارالافتاء میں ہر مسلمان بآسانی جا کر بلا معاوضہ اپنے دینی اور دنیاوی مسائل کا حل سیکھ کر اپنی زندگی قرآن وسنت کے طریقوں پر گزار سکتا ہے۔ فتویٰ اور استفتاء کا نظام قرآن مجید کے نزول ہی سے شروع ہوا اور یہی اس کا بنیادی نصاب متعین ہوا، دینی مدارس کے قیام کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد تبلیغ دین ہے اور اس کی تکمیل دارالافتاء کے وجود کا مرہون منت ہے، دارالافتاء کے لیے مفتیان کی تقرری اور ان کی تربیت کی ابتداء عہد نبوی سے ہی ہوئی، جب نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی و مفتی بنا کر بھیجا، اس سے جہاں منصب فتویٰ کی اہمیت معلوم ہوئی وہی یہ بات بھی واضح رہی کہ دین اسلام کے دوسرے اہم امور کی طرح فتویٰ نویسی بھی ملتِ اسلام کے بنیادی ڈھانچوں میں سے ایک اہم عنصر ہے۔

فتویٰ نویسی کے لیے ٹھوس علمی، تحقیقی اور تربیتی نصاب کی ضرورت ہے، اس کی وجہ اس منصب کی عظمت اور اس کی وقعت شان ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان احکامات اور اوامر ونواہی کے سلسلے کو برقرار رکھنے اور انہیں علم کی درست سمت بیان کرنے، دین کی تبلیغ اور کلمۂ حق کا بول

---

i پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

ii پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

بالا کرنے کے لیے علم دین سے ناواقف مسلمانوں کو ان کے زندگیوں کی صحیح اور بروقت درست علمی اور قرآن وسنت کی روشنی سے بہرہ ور کر کے پیغمبر اسلام کے حقیقی وارث بننے کی جستجو کریں، اس مختصر مقالہ میں ہم نظام افتاء کی ضرورت، فضیلت، تربیت افتاء کے اصول، مدارس دینیہ میں اس شعبہ کی بنیاد اور مدارس میں اس کا نصاب سے متعلق موضوعات پر قارئین کے سامنے اپنے گذارشات پیش کریں گے۔

نظام افتاء کی ضرورت واہمیت

افتاء کے نظام کا بنیادی مقصد ہے لوگوں کے لیے احکام شرعیہ کے جاننے کی سہولت پیدا کرنا ہے، چونکہ ہر مسلمان دین کے تمام شعبوں کی واقفیت نہیں رکھ سکتا، انسانی زندگی کے مسائل بہت ہی متنوع ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقیات روز نئے نئے مسائل کو جنم دے رہی ہے۔ اقتصادیات، تجارت، سیاست، میڈیکل، انسانی زندگی کا کونسا ایسا شعبہ ہے جس میں مسائل کی بہتات نہیں۔ ہر طبقہ کے افراد طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہیں اور وہ ان کا شرعی حل چاہتے ہیں۔ اللہ تعالی کا حکم ہے:

"فَاسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1]" جاننے والوں سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔"

اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

انما شفاء العی السوال[2] "بلاشبہ جہالت کی دوا سوال ہے۔"

ان سارے مسائل میں مفتی مسلم عوام کا مرجع ہوتا ہے اور ان کی دینی رہنمائی کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ افتاء کا نظام مسلمانوں کی خصوصیت ہے دوسرے مذاہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ نظام دین اسلام کی حقانیت کی واضح دلیل ہے۔ کوئی مسلمان جو اپنے مسئلہ کا حل تلاش کرنا چاہتا ہے، دارالافتاء جا کر بسہولت وہ دینی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے لیے نہ اسے پیسے خرچ کرنے کی ضرورت ہے نہ دربدر بھٹکنے کی[3]۔

مفتیان کرام دین کے محافظ

افتاء کا نظام دین کے تحفظ کا ذریعہ بھی ہے۔ شیطان اور اس کے چیلوں کے عقائد اور معاملات بگاڑنے کے لیے انتہائی باریک چالیں چلتے ہیں۔ ان کے مکر و فریب کو سمجھنا عام مسلمانوں کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ علماء کرام فقہاء امت جنکے دل و دماغ ایمانی بصیرت سے روشن ہوتے ہیں اور جنہیں اللہ رب العزت دین کی فہم اور علم میں رسوخ عطا فرماتے ہیں وہ اسن کی چالوں کو سمجھتے ہیں اور ان کے دجل و فریب سے عوام الناس کو متنبہ کرتے رہتے ہیں، اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

فقیہ اشد من الشیطان من الف عابد [4] "ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ بھی اشد ہوتا ہے۔"

تربیت افتاء کا نظام

دینی مدارس جیسی عالمی شہرت کی حامل درسگاہیں اور دانشگاہیں کسی تعریف و تعارف کی محتاج نہیں بلکہ اس کی عالمگیریت کے مد نظر اس پر لب کشائی کرنا یا قلم کو جنبش دینا، آفتاب عالمتاب کو چراغ دکھانے کے مرادف ہے۔ دینی مدارس نے اپنی کشادہ ذہنی، روشن دماغی اور قدیم و جدید کی جامعیت اور نئے حالات کی فیاضی و مزاج شناسی کے سبب نصاب تعلیم میں مناسب تبدیلیوں کا عمل مسلسل اور مستقل طور پر جاری رکھا اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کے مخلصانہ کوشش جاری رکھی جس کے نتیجے میں وہ برصغیر ہندوپاک میں عربی علم وادب کے ایک نظام اور عربیت کے گھوارہ کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا۔

نصاب تعلیم کی اہمیت

انسانی ذہن و فکر کی تعمیر، قول و فعل، فکر و عمل میں توازن اور کردار سازی میں نصاب تعلیم اور نظام تربیت سب س مؤثر کردار ادا کرتا ہے، قوموں کے عقیدے اور عمل اور معاشرے کا مزاج ورجحان، حکومت کی ساخت اور تنظیم یہ سب کچھ نظام تعلیم و تربیت کے تابع اور زیر اثر ہوتے ہیں۔

یورپ کی مادہ پرست تہذیب، سائنس وصنعت کے میدان میں اس کی برق رفتاری، اس کرہ ارض کے وسیع رقبے پر اس کے سیاسی تسلط اور غلبے کے نتیجہ میں اٹھارہویں صدی عیسوی کے بعد پوری دنیا خاص طور پر عالم اسلام ایک نئی پیچیدہ صورت حال سے دوچار تھا۔ یورپ نے اپنے اقتدار، نو آبادیاتی نظام اور استعماری غلبے کی مدت، دراز تر کرنے کے لیے ذہن و فکر کے بدلنے میں ان تمام ذرائع کو استعمال کیا جس سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا تھا۔

نظام تعلیم وہ سانچہ ہوتا ہے جس پر ڈھلنے والا دماغ خالق و مخلوق، معاشرت و معیشت کے سلسلے میں مخصوص تصور رکھتا ہے۔ ہمارے ملک میں ذہنی و فکری دینا میں نازک صورت حال اس وقت پیدا ہو گئی جب انگریزوں نے نظام تعلیم کی دوئی، ثنویت کا تصور یہاں کے عوام میں عام کیا اور خواص کے دماغوں میں اسے جاگزیں کیا[5]۔

دارالافتاء کا قیام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

"ایک ایسا زمانہ آئے گا جب علم دنیا سے اٹھ جائے گا اور سیادت جاہلوں کے ہاتھ میں آجائے گی ،وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے[6]۔ "

زمانہ کے تغیر کی وجہ سے پیدا ہونے والے نئے نئے مسائل جن کا ذکر کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود نہیں، ان کے احکام پر غور و فکر اور ان کے حل کی تلاش و جستجو کے لیے علم دین میں رسوخ کے ساتھ نئے حالات اور تغیر کا باریک بینی کے ساتھ مطالعہ ایک مفتی کے لیے ضروری تھا۔ اس غرض کے لیے دارالافتاء کے قیام کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی[7]۔

قیام مدارس کے مقاصد

دینی مدارس کے قیام کے جو چار مقاصد تھے ان میں پہلا مقصد علوم و فنون کی تکمیل اور دوسرا مقصد علوم دینیہ خصوصاً علم کلام میں جس کی اس وقت نہایت ضرورت تھی اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کرنا، تاکہ دہری اور الحاد کا پوری قوت سے مقابلہ کیا جاسکے، علم فقہ میں تبحر پیدا کرنا تاکہ عبادات و معاملات میں ان کے فتاوے مستند اور واجب العمل ہوں "شامل تھا۔ درجہ اعلیٰ کے لیے نظام تعلیم تھا کہ اس کی مدت خواندگی دو سال ہوگی اس میں صرف قوت قریبہ اور استعداد پیدا کرنا مقصود نہیں بلکہ قوت مطالعہ کے ساتھ استیعاب مسائل اور تبحر علمی مد نظر ہے اس لیے اس درجہ میں شوق و میلان طبیعت کے کے لحاظ سے کسی علم خاص میں تکمیل کرائی جائے گی، کیونکہ تمام علوم میں ایک شخص کو پورا کمال نہیں ہو سکتا۔

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ معاملات پر حاوی اور قادر بننے کے لیے ضرورت ہے کہ طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم دونوں میں اصلاح کامل ہو جس سے معاملہ فہم، معاملات عالم سے باخبر علماء پیدا ہوں جو عملی زندگی میں داخل ہو کر اپنی قوت فہم و فراست اور معاملہ دانی کا سکہ اہل معاملہ اور کاروباری دنیا کے دلوں پر بٹھادیں، جب یہ سکہ چلتے تو ہدایت و رہنمائی اس کا نشان ہو اور دین کا بول عالم میں بالا ہو جائے۔

ترمیم نصاب اور اصلاح مدارس

دینی مدارس نے نصاب کی اصلاح سے یہی مقصد پیش نظر رکھا تھا، اس کے انتدائی عہد کی تحریری پڑھنے سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ مدارس کی تعلیم و تربیت کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ اس نے اپنی تعلیم میں علم آموزی و ذوق علمی کا اہتمام کتاب آموزی سے زیادہ کیا ہے، ترتیب میں طلباء میں حوصلہ اور بلندی نظر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ انقلاب حکومت اور تغیرات زمانہ سے ہر چیز اثر پذیر ہوتی ہے یہی حالت تعلیم اور طریقہ تعلیم کی ہے یعنی ہر زمانہ کے لیے یکساں طریقہ تعلیم مفید نہیں ہو سکتا، اسی وجہ سے

ہمیشہ بمقتضائے حالات تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گی، بلکہ اب بھی ہو رہی ہیں کیونکہ ترمیم اور اصلاح نصاب کا مسئلہ ایسا مہتم بالشان ہے کہ اسی پر قوموں کی ترقی اور زوال کا دارومدار ہے اور اسی وجہ سے قدیم نصاب تعلیم کا زمانہ حال کے مطابق بنانے کا خیال سب سے پہلے دینی مدارس اور ان کے بانیان سے لے کر اب تک وقتاً فوقتاً اس میں ترامیم ہوتی رہی ہیں اور اس کے مطابق تعلیم کا انتظام اور بندوبست ہوتا رہا ہے۔

اس نصاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ہر سبق فن اور عربی زبان کی صحیح اور ضروری رہنمائی کے ساتھ حشو وزائد اور فلسفہ ومنطق کی آمیزش سے دور ہے اور عربی کو تقریر وتحریر کی زندہ زبان کی طرح برتنے کی اچھی استعداد پیدا کرتا ہے۔ اس کی ایک قابل قدر ولائق تقلید خصوصیت یہ ہے کہ اس نصاب کی کتابیں اس نفسیاتی طریقے پر مرتب ہوئی ہیں۔ جس کے ذریعہ بچوں اور نوجوانوں میں اسلامی حمیت، دینی غیرت اور اخلاقی حاسہ پروان چڑھتا ہے اور دل ودماغ میں ایمان وعمل کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔

اس نصاب کی خوبی وکامیابی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ ہندوستان کے مدارس کے علاوہ عالم عربی واسلامی کی متعدد تعلیم گاہوں کے نصاب میں شامل ہو چکا ہے اور اہل علم ونظر سے خراج تحسین پا چکا ہے[8]۔

نصاب افتاء میں کتب فقہ پر ایک نظر

نصاب تعلیم میں مختلف درجات اور مراحل میں جو کتب فقہ داخل ہیں ان کا اجمالی خاکہ یوں ہے:

۱)	ثانویہ رابعہ (سوم عربی)	الفقہ المیسر
۲)	ثانویہ خامسہ (چہارم عربی)	قدوری
۳)	ثانویہ سادسہ،	شرح الوقایہ
۴)	عالیہ اولیٰ	ہدایہ اول
۵)	عالیہ ثانیہ	ہدایہ ثانی
۶)	عالیہ ثالثہ	ہدایہ اخیرین

۷) **علیا اولی شریعہ (فقہ) میں مندرجہ ذیل مادہ اختصاص شامل نصاب کتب**

۱۔ رسم المفتی، ۲۔ سراجی، ۳۔ منتخب اصول بزدوی

۴۔ بدایۃ المجتہد ۵۔ منتخب تبصرۃ الحکام اول ۶۔ الاشباہ والنظائر لابن نجیم مصری

۸) **علیا ثانیہ شریعہ (فقہ) فضیلت دوم**

منتخب اصول بزدوی دوم اور تبصرہ الحکام ثانی اور تمرین فتاوی، ترتیب افتاء کے طلبہ کا مادہ اختصاص ہے۔

۹) **تدریب افتاء کا نصاب**

۱۔ ردالمحتار	کتاب الحظر والاباحۃ
۲۔ بدائع الصنائع	کتاب الطلاق
۳۔ فتاوی ہندیہ	کتاب النکاح
۴۔ جواہر الفقہ	اول، دوم
۵۔ المدخل العام	جلد اول مکمل

طریقہ تعلیم یہ ہے کہ خود ان سے مختلف اساتذہ کی نگرانی میں مذکورہ کتابوں کا مطالعہ کرایا جاتا ہے، متعلق استاذ کی نگرانی ورہنمائی طالب علم کی محنت کے ساتھ شامل ہوتی ہے اور باقاعدہ امتحان بھی ہوتا ہے۔ تمرین فتاوی کا کام بھی لیا جاتا ہے اور فقہ کے عربی مراجع کے حوالے ہی قبول کئے جاتے ہیں البتہ اردو کتب فتاوی سے بھیج دی، تاکہ مسائل میں خصوصا استفادہ کیا جاتا ہے[9]۔

چند اہم کتب کا مختصر تعارف

1. **ہدایہ**

اس میں کوئی شک نہیں کہ "فقہ "اسلامی تعلیمات کا عطر اور نچوڑ ہے وہ قرآن مجید کا خلاصہ، سنت رسول کی روح، شریعت کے عمومی مزاج ومذاق کا ترجمان ہے اور اسلامی زندگی کے لیے خضر راہ ہے۔ مدارس کے نصاب میں جو کتب فقہ شامل اور داخل ہیں ان میں سب سے اہم کتاب "ہدایہ" ہے۔

یہ کتاب علامہ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی کی ہے، امام، فقیہ، حافظ، محدث، علوم کے جامع، مختلف فنون کے ضابطہ، معتبر محقق وناقد، باریک بین، زاہد، متورع، ماہر، فاضل، اصولی ادیب اور شاعر تھے، علم وادب میں آنکوں نے ان کی نظیر نہیں دیکھی۔ بعض حضرات نے آپ کو " اصحاب ترجیح اور بعض نے مجتہدین فی المذہب کے زمرہ میں رکھا ہے۔ مؤلف نے ہدایہ کی تالیف میں ابتداء امام قدوری کا مختصر اور امام محمد کی "الجامع الصغیر "دونوں ملا کر ایک جامع متن تیار کیا اور اس کا نام " بدایۃ المبتدی" رکھا پھر خود ہی ہدایہ کے نام سے اس کی شرح فرمائی جو بعض اہل علم کے بیان کے مطابق ہدایہ کفایۃ المنتہی کے نام سے اسی (۸۰) جلدوں میں مکمل ہوئی پھر تلخیص کی جو موجودہ ہدایہ کی صورت میں ہے۔

اس کتاب میں اگرچہ فقہی جزئیات کا احاطہ نہیں اور بمقابلہ دیگر متبادل کتب فقہ و فتاوی کے مسائل کم ہیں لیکن مصنف نے احکام دلائل اور فقہی اختلافات پر جس اعلی ذکاوت اور ذہانت اور مدت استدلال اور قیاس کی غیر معمولی صلاحیت کا ثبوت دیا ہے نیز اختصار و ایجاز میں جس حذاقت و مہارت سے کام لیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

ہدایہ کی غیر معمولی خصوصیات کی وجہ سے وہ درس کی مقبول ترین اور بے بدل کتاب ہے اور ہندوستان کے تمام مدارس میں بطور خاص داخل نصاب ہے۔

اگرچہ صاحب ہدایہ کی کمال ذہانت کے باوجود کتاب کا یہ پہلو قابل توجہ ہے کہ ہدایہ میں بہت سی ضعیف روایات کو جگہ مل گئی ہے اور جن مسائل میں نصوص موجود ہیں وہاں بھی مصنف نے قیاس کے ذکر پر اکتفا کیا ہے اسی طرح بہت سی روایات ایسی ہیں کہ احادیث ہدایہ کی تخریج کرنے والوں کو کہنا پڑا کہ یہ حدیث نہیں ملتی ہے۔

بہر حال ہدایہ کی گونا گوں خوبیوں کی وجہ سے یہ کتاب شروع ہی سے علماء اور مصنفین کی توجہ کو مرکز رہی ہے اور کثرت سے اس کی شروح و حواشی لکھے گئے ہیں اور احادیث کی تخریج کی گئی ہے [10]۔

2. مختصر القدوری

یہ معروف و مشہور اور ممتاز کتاب امام ابو الحسین احمد بن محمد قدوری کی "المختصر" ہے، جو مصنف کی نسبت قدوری سے معروف ہے۔ امام قدوری کا علمی مقام بڑا بلند ہے اہل علم فقہ کی طرح حدیث میں بھی آپ کے پایہ بلند کے معترف تھے۔

اس کتاب کا متن نہایت واضح، سلیس، مرتب اور مستند ہے، اس لیے فتاوی کے لیے اس متن کو معتبر مانا گیا ہے۔ اس کتاب کو موجودہ دور کے حالات اور تقاضوں کے مطابق بنانے اور جدید طرز پر ابواب و فصول، فہرست اور فل اسٹاپ اور کاموں کے ساتھ کام کرنے نیز حاشیہ کے نیچے رکھ کر از سر نو کمپوز کی ضرورت تھی تاکہ اس کی افادیت دوچند اور استفادہ کرنے والوں کو سہولت ہو۔

3. الفقہ المیسر (قسم العبادات)

اصلاح نصاب اور اس کی جدید ترتیب کی ایک اہم کڑی ہے یہ کتاب قسم العبادات پر مشتمل ہے ،زبان نہایت رواں، سہل، عام فہم، طلبہ کی عمر کے مطابق اور ترتیب عمدہ ہے۔ احکام کا انتخاب بھی بڑی عمدگی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اکثر مدارس دینیہ اور اس کی تمام شاخوں میں نور الایضاح کی جگہ پر یہ کتاب داخل نصاب ہے۔

4. شرح الوقایہ

ہماری درسیات کی فقہی کتب میں شرح وقایہ اہم کتاب ہے۔ "وقایہ" تاج الشریعۃ محمود کا ایک نہایت مقبول متن ہے۔ مصنف کے پوتے صدر الشریعۃ الاصغر عبید اللہ بن مسعود نے اس کی شرح فرمائی جو "شرح وقایہ" سے موسوم ہے۔ شارح وقایہ نے جہاں اس کی شرح لکھی وہیں "نقایہ" کے نام سے اس کی تلخیص بھی فرمائی[11]۔

کتب اصول فقہ کا نصاب

اصول فقہ اسلامی علوم میں ایک اہم فن ہے جس کے ذریعہ اخذ و استنباط کے اصول اوراجتہاد کے قواعد معلوم ہوتے ہیں۔ گویا فقہ و اجتہاد کے لیے یہ ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے اسی اہمیت کے پیش نظر دینی مدارس نے س فن کو اپنے نصاب میں جگہ دی ہے۔

1. مبادی فی علم اصول الفقہ

ہمارے نصاب میں طالب علم کو اصول فقہ کے مبادیات اور ضروری تعریفات سے واقف کرانے کی یہ ابتدائی کاوش ہے۔ یہ کتاب مختصر اور اسلوب سہل و سلیس ہے، طلبہ دلچسپی اور شوق سے پڑھتے اور بڑی سہوی کے ساتھ سمجھتے ہیں۔

2. اصول الشاشی

یہ کتاب عالیہ ثانیہ کے نصاب میں داخل ہے، مشہور قول کے مطابق جو امام نظام الدین شاشی کی تالیف ہے، یہ اصول فقہ کی بنیادی کتاب ہے تفریعات پر زیادہ زور ہے قواعد نسبتاً کم ہیں سنت اجماع اور قیاس کے ابواب مختصر اور سرسری ہیں۔

3. علم اصول فقہ

یہ کتاب موجودہ دور کے اسلوب پر شاہکار تصنیف ہے کتاب کی اہمیت وافادیت مسلم ہے۔

4. اصول بزدوی

یہ شریعہ میں پڑھائی جاتی ہے جو فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی حنفی کی نہایت مستند اور عظیم تصنیف ہے۔ اس کتاب میں اصول کے تمام مسائل جمع کر دئے گئے ہیں اور فروع کی تطبیق پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

5. الاشباہ والنظائر

یہ علامہ ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب بھی علیا اولی شریعہ میں داخل درس

ہے اس نام سے متعدد کتابیں لکھی گئیں لیکن جو شہرت اور مقبولیت علامہ ابن نجیمؒ کی " الاشباہ والنظائر " کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کتاب کو نہیں ہوئی۔ اس میں علامہ سیوطیؒ کی "الاشباہ والنظائر" سے کافی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ یہ فقہ کی معتبر کتاب ہے اور مصنفؒ کی آخری تصنیف ہے۔

6. سراجی

یہ کتاب ہمارے نصاب کے مطابق عالیہ ثالثہ شریعہ اور فضیلت اول میں اختصاص فقہ کے طلباء کو پڑھائی جاتی ہے۔ فرائض میں بڑی کتاب ہے۔ ہندوستان کے تمام مدارس میں داخل نصاب ہے اور یہاں کے علماء کا اسی پر دارومدار ہے۔ اس کے مصنف امام سراج الدین محمد بن عبد الرشید سجاوندی حنفی ہیں، اس کو "فرائض سجاوندی" بھی کہتے ہیں۔

خلاصہ

نظام افتاء کا بنیادی مقصد احکام شرعیہ کا علم اور دین کے تمام شعبوں کی واقفیت ہے۔ فتویٰ اور استفتاء کا نظام قرآن مجید کے نزول ہی سے شروع ہوا اور یہی اس کا بنیادی نصاب متعین ہوا، دینی مدارس کے قیام کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد تبلیغ دین ہے اور اس کی تکمیل دارالافتاء کے وجود کا مرہون منت ہے، دارالافتاء کے لیے مفتیان کی تقرری اور ان کی تربیت کی ابتداءعہد نبوی سے ہی ہوئی، جب نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی و مفتی بنا کر بھیجا فتویٰ نویسی کے لیے ٹھوس علمی، تحقیقی اور تربیتی نصاب کی ضرورت ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے صحیح احکامات اس کے بندوں کو بروقت پہنچے اور مفتیان، نبی کریم ﷺ کے حقیقی وارث بنیں۔ اس وجہ سے اس کا نصاب تعلیم وقت کی ضرورتوں اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق بنانا ضروری ہے، جیسا کہ مدارس دینیہ میں نصاب کی ترمیم اور اس کی اصلاح کے ضمن میں یہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ النحل ۱۶: ۴۳

2 سلیمان بن الأشعث، سنن ابی داوٗد، کتاب التیمم، باب فی المجروح یتیمم، حدیث (۳۳۷) المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت، (س۔ن)

3 ہندوستان میں افتاء و قضاء منہج وطریقہ کار ص: ۷۸

4 محمد بن عیسی، جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ، حدیث (۲۶۸۱) دارالغرب الاسلامی بیروت،

۱۴۲۸ھ/۱۹۹۸ء

5 مجاہد الاسلام قاسمی، تاریخ ندوۃ العلماء ۵۶-۱،۵۷، ایفا پبلی کیشنز دہلی، (س۔ن)

6 معمر بن ابی عمر راشد الازدی، جامع معمر بن راشد، باب العلم، حدیث (۲۰۴۷۷) المجلس العلمی باکستان، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

7 ہندوستان میں افتاء وقضاء منہج وطریقہ کار ص: ۱۱۸ -۱۲۰

8 تاریخ ندوہ ۲:۴۴۵

9 ہندوستان میں افتاء وقضاء منہج وطریقہ کار ص: ۱۲۲

10 حنیف گنگوہی، مصنفین درس نظامی ص: ۲۵، دارالاشاعت لاہور، (س۔ن)

11 ہندوستان میں افتاء وقضاء منہج وطریقہ کار ص: ۱۲۵